چند گزارشات وتجاویز

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب

اسلام کو تشدد اور دہشت گردی کا علمبردار قرار دینے کے لیے مغرب اور یورپ میں جاری جارحانہ مہم اور ان کی طرف سے اسلامی تعلیمات کے اشاعتی مراکز اور سرچشموں کو خود ساختہ اور بے سروپا الزامات کے ذریعے جس غیر معمولی پیمانے پر ہدف بنانے کی تحریک شروع ہے۔اس سے بجا طور پر دردمند مسلمانوں، بالخصوص مذہبی حلقوں میں تشویش پیدا ہوئی ہے۔ بدقسمتی سے دہشت گردی کے خلاف عالمی اتحاد کے نتیجہ میں سپر پاور امریکہ سمیت جن مغربی اور یوروپی ممالک کا اتحاد عمل میں آیا ہے، پاکستان کو بھی جغرافیائی اہمیت اور مخصوص حالات کی بناء پر اس کا اہم حصہ بنا کر اپنے اہداف کے حصول کے لیے اپنی خدمات پیش کرتے ہوئے وفاداری کا ثبوت فراہم کرنے پر مجبور کر دیا گیا۔ چونکہ مملکت خداداد پاکستان میں سب سے زیادہ دینی ادارے موجود ہیں اور مسلمانوں کے خلاف استحصالی پالیسیوں کی وجہ سے مغرب کی آنکھ میں آنکھ ملانے اور اسے للکارنے والی دینی اور مذہبی تحریکیں یہیں سب سے زیادہ پنپتی اور پرورش پاتی ہیں، اس لیے اسلام، خصوصاً اس کے تصور جہاد کے خلاف تشدد، دہشت گردی اور عدم رواداری کے الزامات کا سہارا لے کر عالمی کولیشن میں فرنٹ لائن اتحادی کا کردار ادا کرنے کی وجہ سے حکومت پاکستان پر نصاب تعلیم کو سیکولر بنانے کے لیے زبردست دباؤ ڈالا گیا۔ دینی مدارس اور مذہبی اداروں کو دہشت گردی کے مراکز قرار دے کر انہیں سیل کرنے، یا پھر ان پر چھاپے مار کر وہاں پڑھانے والے اساتذہ و معلمین کو ہراساں کرنے کی روش اختیار کی گئی۔ مغرب اور بالخصوص سپر پاور امریکہ کی طرف سے ان مطالبات کے نتیجہ میں خود زعماء حکومت نے بھی مدارس کی رجسٹریشن اور نصاب تعلیم میں تبدیلی کی آواز اٹھائی۔ میڈیا پر بعض سرکاری اہلکاروں نے چیخ و پکار کر کے مدارس پر دہشت گردی اور مجرم عناصر کی آماجگاہ باور کرا کران کی تلاشی لینے اور حکومتی تحویل میں لینے کی تجاویز پیش کیں۔ اس کے نتیجہ میں جامعہ فریدیہ، اسلام آباد جامعہ سیدہ حفصہ ؓ للبنات پر پولیس نے یلغار کر کے جس افسوسناک واردات کے ذریعہ اس کے طلبہ وطالبات اور منتظمین کو ہراساں کیا، اس سے ان کے در پردہ عزائم کھل کر سامنے آئے۔ حکومت کے اس انتہا پسندانہ آپریشن کے نتیجہ میں عوامی ناراضگی کا درجہ حرارت بلند ہونے کے ساتھ مدارس سے وابستہ علماء کرام میں تشویش کی لہر دوڑ نا فطری بات تھی۔ ہم ان سیاسی راہنماؤں، صحافیوں اور کالم نویسوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے ہمیشہ ایسے مواقع پر مدارس کی حمایت کرتے ہوئے حکومت کے مخالفانہ اقدامات

کی بھرپور مذمت کی۔

ہماری رائے میں مدارس کے خلاف حکومت کی اس مخالفانہ سوچ اور طرز فکر کی ان واضح وجوہات کے علاوہ، جو برسرِ زمین حقائق کی روشنی میں ایک عام آدمی کی نظروں سے بھی اوجھل نہیں، ایک سبب حکومت اور ارباب مدارس کے درمیان تعلقات میں حائل وہ وسیع خلیج بھی ہے، جسے پاٹنے اور ختم کرنے کی جدوجہد کی ضرورت ہے۔ بہت سارے امور میں عدم ارتباط اور عدم واقفیت کی وجہ سے حکومت مغربی پروپیگنڈوں اور خود پاکستان کے اندر بعض استحصال پسند اور دین بیزار سیکولر عناصر کے اوچھے الزامات سے متاثر ہو کر مدارس کے حوالے سے تحفظات کا شکار رہی۔

ملک کی حکمرانی پر ان خود غرض اور استحصال پسند قوتوں کا غلبہ ہے، جو اپنے مفادات کی خاطر پاکستان میں ہر اس عمل کو نقصان پہنچاتے ہیں جس سے عوام اور علماء کرام کے درمیان یکجہتی اور ہم آہنگی کی فضا ہموار ہو سکے۔

چنانچہ ان بحرانی حالات میں مدارس کی بقاء، اس کے نظام تعلیم کو تحفظ فراہم کرنے اور معاشرہ میں اس کی ساکھ کو بحال کرنے کے لیے اتحاد تنظیمات مدارس نے مختلف شہروں میں اجلاس کیے، حکومت سے مسلسل مذاکرات جاری رکھے، جن میں دینی مدارس کے صحیح کام اور کردار سے حکومت کو آگاہ کیا، ان مذاکرات کے نتائج الحمدللہ بارآور ثابت ہوئے۔ حکومت نے نئے قانون کے تحت مدارس کی رجسٹریشن کا مطالبہ واپس لے لیا۔ ہماری کوششیں اس کے بعد بھی جاری رہیں اور ان شاء اللہ جاری رہیں گی، چنانچہ اس حوالے سے اتحاد تنظیمات مدارس نے جامعہ فاروقیہ کراچی میں ۲۸ اگست کو ایک اہم اجلاس منعقد کیا، جس میں متحدہ مجلس عمل کے مرکزی رہنماؤں نے بھی شرکت کی۔ اس کی تفصیل اس شمارے میں آرہی ہے، بہرحال دینی مدارس کے لیے رائے عامہ ہموار کرنے اور عوام کو صحیح صورتحال سے آگاہ کرنے کے لیے چند اقدامات کی سردست ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

❶ دینی مدارس کی اہمیت اور اصلاح معاشرہ کے لیے اس کے کردار کو واضح کرنے کے لیے مختلف قسم کے اقدامات کیے جاسکتے ہیں، منبر ومحراب سے دینی مدارس کے حق میں رائے عامہ ہموار کرنے کے لیے مؤثر آواز اٹھائی جاسکتی ہے اور الحمدللہ ملک کے ائمہ اور خطباء اپنی ذمہ داری محسوس کرتے ہیں، جمعہ کے خطبات میں حضرات خطباء کے خطبوں اور تقریروں سے لوگوں کے ذہنوں کی اصلاح ہوتی ہے اور دینی مدارس کے خلاف پروپیگنڈہ سے پیدا ہونے والے شکوک وشبہات کا ازالہ بڑی حد تک ہو جاتا ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اپنے زیر اثر علاقے میں ایسے اجتماعات منعقد کیے جائیں جن میں دینی مدارس کی اہمیت کو اجاگر کرنے کا اہتمام ہو، نماز جمعہ کے متصل بعد مکبر الصوت لے کر مسجد سے باہر نماز سے فارغ ہونے والوں کے مجمع سے بھی اس موضوع پر بات کی جاسکتی ہے۔ اس طرز عمل سے مدارس کے حق میں رائے عامہ ہموار ہوگی، ہماری رائے کے مطابق اگر مساجد کے ائمہ اور خطباء، ملک بھر میں اس طرز عمل کو اختیار کریں تو مدارس کے حق میں کے اس کے نہایت مفید اثرات مرتب ہوں گے۔

❷ اربابِ مدارس کو چاہیے کہ وہ اخبارات اور جرائد سے وابستہ صحافیوں اور کالم نویسوں سے مضبوط تعلقات استوار کریں، انہیں اپنے اعتماد میں لیں، کنونشنز اور کانفرنسوں میں انہیں شرکت کی دعوت دیں۔ان پر یہ بات واضح کرنے کی کوشش کی جائے کہ دینی مدارس کسی قسم کی دہشت گردی اور مجرمانہ کارروائیوں میں ملوث نہیں۔ وہاں عدم تشدد، رواداری، امن اور اسلامی بھائی چارگی کا درس دیا جاتا ہے۔اس حوالہ سے صحافی اور کالم نویس برادری سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ اسلام سے اپنی وابستگی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے قلم کے ذریعے مدارس کی حمایت،رائے عامہ ہموار کرنے اور حکومت کی طرف سے مدارس کے خلاف کسی بھی قسم کی مخالفانہ کارروائیوں کی مذمت اور بھرپور احتجاج کر کے اپنا فرض ادا کریں۔

❸ خوش قسمتی سے صوبائی اسمبلیوں کے علاوہ قومی اسمبلی اور سینیٹ میں علماء کرام اور بالخصوص متحدہ مجلس عمل کے رہنماؤں کو ایک مؤثر نمائندگی حاصل ہے۔اس پر مستزاد صوبہ سرحد میں حکومت بھی انہی کی ہے۔ یہ حضرات دینی مدارس کی حمایت میں ایک متحرک اور فعال کردار ادا کر سکتے ہیں کیوں کہ انہیں تمام حل طلب مسائل اور متنازعہ مذہبی، قانونی اور آئینی امور پر رائے دینے کا مکمل اختیار حاصل ہے۔اپنے اس اختیار کا فائدہ اٹھا کر اگر عوام کے یہ منتخب نمائندے صوبائی اسمبلیوں،قومی اسمبلی اور صوبہ سرحد میں حکومت اور عوام پر مدارس کے حوالے سے اٹھائے جانے والے الزامات کی اصل حقیقت واضح کریں اور حکومت کی مخالفانہ پالیسیوں کے خلاف موثر آواز اٹھائیں تو اس سے مطلوبہ اہداف و مقاصد تک پہنچنے میں یقیناً زیادہ عرصہ نہیں لگے گا۔ظاہر ہے جب صوبائی اسمبلیوں،قومی اسمبلی اور سرحد میں متحدہ مجلس عمل کی حکومت،حکومت کی مخالفانہ کارروائیوں کے خلاف احتجاجی آواز اٹھائے گی اور مدارس کے جائز مطالبات کے تسلیم کرائے جانے کی بات کرے گی تو پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا خود بہ خود ہماری طرف متوجہ ہوگا۔ذرائع ابلاغ ہمارے مسائل کو نمایاں طور پر پیش کریں گے۔اس سے ایک طرف اگر رائے عامہ ہموار ہوگی تو دوسری طرف حکومت بھی مدارس کے مسائل اور جائز مطالبات پر مثبت انداز میں غور وفکر کرنے پر مجبور ہو جائے گی۔

یہاں ہم یہ حقیقت بھی واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ وفاق المدارس کی قیادت حالات پر پوری بالغ نظری سے نظر رکھی ہوئی ہے، وہ دین دشمن اور سیکولر عناصر کے ناپاک عزائم سے پوری طرح آگاہ اور ان کے اعتراضات کا بھرپور جواب دینے کی صلاحیت رکھتی ہے۔وہ مدارس سے متعلق مسائل کے حل کے لیے مسلسل جدوجہد کر رہی ہے۔گزشتہ دنوں حکومت کی سرپرستی میں مدارس پر چھاپوں کا جو مذموم اور ناروا سلسلہ شروع ہوا اس حوالے سے بھی وفاق المدارس العربیہ اور اتحاد تنظیمات مدارس نے ایک بھرپور اور موثر مہم کا آغاز کیا ہے جو ان شاءاللہ کامیابی سے ہمکنار ہوگا۔

☆☆☆